شہیدِ غیرت
مظلومِ کربلا
ریحانۃ النبی

سیدنا حسین ابن علی سلام اللہ علیہم

سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جماعتِ صحابہؓ......... دانائے سبل، فخر الرسل، مولائے کُل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پروردہ جماعت ہے کہ جن کا حکم، حکم الٰہی، کلام، کلامِ الٰہی اور عمل منتہائے ربی ہے۔ مولائے کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تین لاکھ سے متجاوز قدسی صفت صحابہؓ کی جماعت گراں مایہ میں فکر ونظر اور شعور واحساس کا وہ نور منتقل کیا کہ جو قیامت تک امتِ رسول ﷺ کے لئے ہدایت اور حریت کے راستوں کو اجالتا رہے گا۔

نواسۂ رسول، جگر گوشۂ بتول، نورِ نظرِ علی المرتضیٰ، سیدنا حسین سلام اللہ ورضوانہ علیہ بھی اسی جماعتِ صحابہؓ کے فردِ فرید اور لُولُوئے لالہ ہیں۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی ذات والا صفات میں اسوۂ رسالت کا یہی نورانی عکس نمایاں تر ہے۔ آپ کا اسوہ مقام صحابیت کی عملی تفسیر ہے۔ اور اس سے اس ارشادِ نبوی کی صداقت پر ایمان قوی ہوجاتا ہے کہ جماعت صحابہ کا ہر ہر فرد قیامت تک امت رسول کے لیے ذریعہ ہدایت ہے۔ وہ سب آسمان نبوت کے روشن ستارے ہیں۔ وہ سب مومنین کاملین ہیں۔ صحابہ کے ایمان کی گواہی خود اللہ نے کلام اللہ میں دی۔ منافقت اور ایمان کی راہیں متضاد اور جدا جدا ہیں۔ بعض لوگ منافقت کا روپ دھار کر صحابہ کی جماعت میں داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کی منافقت واضح کردی۔ حضور نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن منافقین کا نام لے لے کر انہیں اپنی جماعت سے باہر نکال دیا تھا۔ اس فیصلہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی صحابیِ رسول کے ایمان میں شک کا اظہار بجائے خود منافقت ہے۔

سیدنا حسینؓ.......! صالح، زاہد، عابد، باکمال، منکسر المزاج، متواضع، شب زندہ دار، تہجد میں اللہ سے گفتگو کرنے والے، اپنے رب کے حضور عجز کا اظہار کر کے طویل سجدے کرنے والے اور قیام طویل میں ایک یا دو پارہ نہیں سورۃ بقرا ایک رکعت میں پڑھنے والے تھے۔ جنہوں نے بچپن میں نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے پیار کی بہاروں کو لوٹا ہے۔ آپ کی گود میں کھیلے ہیں اور وہ ریحانۃ النبی ہیں...... حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا.......

''یا اللہ! جو حسینؓ سے محبت کرے، میں اس سے محبت کرتا ہوں، جو حسینؓ سے بغض رکھے تو بھی اس سے بغض رکھ۔''

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ کی معیت جسدی اور معیّتِ زمانی حاصل ہے۔ آپ براہِ راست فیضانِ رسول حاصل کرنے کے شرف سے مشرف ہیں۔ آپ کا یہ مقام ومرتبہ اور اجلال واکرام ہی ہماری محبتوں کا مرکز ومحور ہے۔

سیدنا حسینؓ کا واقعہ شہادت' منافقین عجم کے سازشی فکر وفلسفہ کا شاخسانہ ہے۔ شہادت حسینؓ سے دین کی روح عمل سمجھ

میں آجاتی ہے اور غیرت وحمیت اپنے اوج کمال پر نظر آتی ہے۔سیدنا حسینؓ نے جہاں غیرت ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے خلعتِ شہادت زیب تن کی، وہاں انہوں نے منافقین عجم کے اس گروہِ خبیث کو بھی ہمیشہ کیلئے رسوا کر دیا جو ان کے نانا صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے درپے آزار ہوکر خلافتِ عثمانی پر مہلک وار کر چکا تھا۔

حادثہ کربلا کے پس منظر میں یہودیوں، سبائیوں اور مجوسیوں کی منافقانہ سازشیں کارفرما تھیں۔خیبر کی شکست، جزیرۃ العرب سے انخلاء اور اپنے اقتدار کے چکنا چور ہونے کے بعد یہودیوں نے امتِ مسلمہ میں انتشار وافتراق کی گہری سازشیں شروع کر دی تھیں اور وہ اسلامی حکومت کے استحکام اور تیزی سے بڑھتی ہوئی فتوحات سے خوفزدہ ہوکر انتقام پر اتر آئے تھے۔ادھر عجمی مجوسیوں کو اقتدارِ کسریٰ کے ملیا میٹ ہوجانے کے کبھی نہ مندمل ہونے والے زخم چاٹنے کی مصروفیت تھی، انہی دو نمایاں عناصر کو ایک حسبی نسبی یہودی مسٹر عبداللہ ابن سباء جیسا شر دماغ سازشی میسر آیا جس نے شہید مظلوم سیدنا حسینؓ کی شہادت تک مرکزی کردار ادا کیا۔

60ھ میں جب امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا سانحہ ارتحال پیش آیا تو کوفہ کے کچھ منافقوں نے سیدنا حسینؓ کو خط لکھا کہ ''حسینؓ! تجھ کو مبارک ہو معاویہ مرگیا!'' سازش اور فساد کا آغاز یہیں سے ہوتا ہے۔کوفیوں نے سیدنا حسینؓ کو خطوط لکھے، خلافت پر متمکن ہونے کی دعوت دی اور کہا کہ ہمارا کوئی امام نہیں، میدان خالی ہے۔پھل پک چکا ہے، آیئے! ہم آپ کو امام مانتے ہیں۔تاریخ کی روایات میں ہے کہ سیدنا حسینؓ کو بارہ ہزار خطوط لکھے گئے۔آپ نے حالات کا جائزہ لینے کیلئے اپنے چچازاد بھائی حضرت مسلم بن عقیل کو کوفہ بھیجا۔پہلے ہزاروں کوفیوں نے ان کی بیعت کی، پھر انہیں بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا۔چنانچہ جب سیدنا حسینؓ مقام ثعلبیہ پر پہنچے اور انہیں معلوم ہوا کہ مسلم بن عقیل کو شہید کر دیا گیا ہے۔تو آپ نے جناب مسلم بن عقیل کے بیٹوں سے مشورہ کے بعد یزید سے ملاقات کا فیصلہ کر لیا۔حضرت مسلم بن عقیل کے بیٹے بھی آپ کے ساتھ تھے اور اسی مقام سے کوفہ کی بجائے شام کا سفر شروع کیا۔ابن زیاد اور شمر جو مسلم بن عقیل کے قتل میں براہِ راست شریک اور ملوث تھے، انہوں نے سمجھ لیا کہ اگر سیدنا حسینؓ 'یزید کے پاس پہنچ گئے تو اصل سازش عیاں ہوجائے گی اور مفاہمت ہوجائے گی۔چنانچہ انہوں نے آپ کا راستہ روکا اور اپنے ہاتھ پر یزید کی بیعت کا مطالبہ کیا۔سیدنا حسینؓ نے اس موقع پر ارشاد فرمایا: ''ابن زیادہ کے ہاتھ پر یزید کی بیعت؟ یہ میری موت کے بعد ہی ممکن ہے''۔سیدنا حسینؓ کا یہ فیصلہ عین حق تھا اور غیرت حسینؓ کا یہی تقاضا تھا۔پھر میدان کربلا میں سیدنا حسینؓ نے جو تین شرائط پیش کیں، اُن پر ائمہ اہل سنت اور ائمہ اہل تشیع متفق ہیں اور دونوں طبقوں کی کتابوں میں موجود ہیں۔جو ''تاریخ ابن کثیر''، ''تاریخ طبری'' اور شیعہ کی مشہور کتاب ''الشافی'' میں مرقوم ومرتسم ہیں۔کچھ یوں ہیں۔''میری تین باتوں میں سے ایک بات پسند کرلو۔یا میں اس جگہ لوٹ جاتا ہوں جہاں سے آیا ہوں، یا تم میرے راستے سے ہٹ جاؤ اور مجھے یزید کے پاس جانے دو۔کہ میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ پر رکھ دیتا ہوں، وہ میرا عم زاد ہے۔پھر وہ میرے متعلق خود اپنی رائے قائم کرلے گا۔یا پھر مجھے مسلمانوں کی سرحدات میں سے کسی سرحد کی طرف روانہ کردو تو میں وہیں کا باشندہ بن جاؤں گا پھر جو نفع اور آرام وہاں کے لوگوں کو حاصل ہوگا، وہی مجھے بھی مل جائے گا۔اور جو نقصان اور تکلیف وہاں کے لوگوں کو ہوگی، وہی مجھے بھی پہنچے گی (''الشافی'' ص 71)

یہی وہ تین شرائط ہیں جو اہل سنت کے لیے فیصلے کا معیار ہیں۔اصل مجرموں کی شناخت کے لیے بھی یہیں سے حقیقی بنیادیں فراہم ہوتی ہیں۔ان شرائط کے مطالعہ کے بعد کسی قصے، کہانی، افسانے اور تحقیق کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی اور حقائق کھل

کر، ابھر کر اور نکھر کر سامنے آ جاتے ہیں۔

جولوگ آج آلِ رسول اور اہل بیت رسول علیہم السلام کی محبتوں کا واسطہ دے کر حق و باطل کے خانہ ساز معرکے اٹھا رہے ہیں اور فرقہ واریت کو ہوا دے رہے ہیں۔ ان کی ساری خرمستیاں، سبائی دولت، اشتری حیلوں، حکیمی تجبر اور مختاری چالوں کا مظہر کامل ہیں۔ یہود و مجوس کی ساری تگ و دو اس نکتہ پر مرتکز ہے کہ تاریخ، ادب، سیاسیات، سماجیات اور اعتقادات کے ہر ہر گوشے میں شرک اور نفاق کے سانچوں میں ڈھلے ہوئے بت کھڑے کر دیئے جائیں۔ میدان جنگ میں عبرتناک شکست اور ذلت آمیز موت سے پے در پے دوچار ہونے والے اعداءِ رسول واعداءِ اصحاب رسول کے پاس یہی ایک انتقامی حربہ تھا جو پوری قوت سے مسلسل آزمایا گیا اور آزمانے والے وہی تھے کہ فتنہ وسازش اور شرک ونفاق جن کی فطرت وطینت، ضمیر وخمیر، سرشت وخصال اور فکر ونہاد کے اجزاء ترکیبی ہیں۔ جس کا دردناک مظاہرہ شہادت عثمانؓ کی صورت میں ہو چکا تھا۔

''بندگی بوتراب'' کا نعرہ سرزمینِ عجم کو اسی لئے راس اور خوش آیا کہ یہاں صنم پرستی، شاہ پرستی، اور شخصیت پرستی مزاجوں کا حصہ ہو چکی تھی۔ جہاں بندگیٔ طاقت ودولت آئین ہائے کہنہ ونو کے متن واحد کا درجہ رکھتی تھی، ایسی رت میں، ایسے ماحول میں اور ایسے موسم میں خبیثانِ عجم، یہود ومجوس کے لئے سازگاری ہی سازگاری تھی۔ چنانچہ ملت ابراہیمی کی عالمگیر وحدت کو پارہ پارہ، اور امت محمدیہ کی ابدی شوکت وسطوت کو مجروح ومسخ کرنے کے لئے آلِ رسول علیہم الرضوان کو ظلم وستم کا نشانہ بنایا گیا اور کربلا مقتل گاہِ آلِ رسول بنادی گئی۔ سبطِ رسول شہید کر دیئے گئے اور انہی کے نام پر ایک نیا دین گھڑا گیا، ایک نیا دھرم متعارف کرایا گیا جس کے پجاری و بیوپاری گزشتہ تیرہ سو سال سے اسلام کے صدر اوّل میں اپنی جانکاہ ہزیمتوں کا انتقام لے رہے ہیں لیکن یہ دین اسلام ہے کہ خون صحابہؓ اور اسوۂ وآثار اصحابِ رسول علیہم الرضوان اس ناقابل تسخیر قلعہ کی فصیلیں ہوگئی ہیں۔ جب تک دنیا قائم ہے، سیدنا حسینؓ کا نام گونجتا رہے گا اور اسلام کی آبیاری کے لئے جان ومال قربان کرنے والوں (صحابہ کرامؓ) کا نام بھی تاابد تابندہ رہے گا۔

سانحہ کربلا کے سلسلے میں اہل سنت کا اجماعی موقف یہ ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو ٹھیک اسی طرح دھوکہ دیا گیا جس طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دھوکہ دے کر شہید کیا گیا۔ اس سانحۂ عظیم اور حادثۂ فاجعہ کو سمجھنے اور حقیقی سازشی کرداروں سے آگاہی کے لیے شہادت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے محرکات اور اسباب وعوامل کو جانچنا اور مجرموں کو پہچاننا ضروری ہے۔ سیدنا حسینؓ نے اپنے خطبہ میں خود فرمایا کہ ''میرے گروہ کے افراد نے مجھے دھوکہ دیا'' سیدنا حسین رضی اللہ عنہ' کوفی دھوکہ بازوں اور منافقوں کی سازش کا شکار ہوئے۔ انہوں نے مکہ سے ثعلبیہ تک کا سفر خلافت کے لیے فرمایا۔ سازش عیاں ہونے پر ثعلبیہ سے کوفہ کی بجائے شام کا رخ اختیار کیا۔ یوں کربلا کا سفر، سفر قصاصِ مسلم بن عقیل ہے۔ کربلا میں آپ نے یہ بھی فرمایا ''میں اصلاحِ احوال کے لیے آیا ہوں'' پھر تین شرائط مفاہمت کی پیشکش ہیں۔ سیدنا حسینؓ نے اگر یزید کی بیعت نہیں کی تو یہ ان کا اجتہادی حق تھا۔ بحیثیت صحابی رسول وہ اپنے اجتہاد پر قائم رہنے یا اس سے رجوع کرنے کا حق رکھتے تھے کہ مجتہد دونوں صورتوں میں ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔ چنانچہ مکہ، ثعلبیہ اور کربلا تینوں مقامات پر جوں جوں صورتحال آپ پر واضح ہوتی گئی' آپ کا اجتہادی موقف بھی بدلتا رہا۔ اور سازشی کردار بھی واضح ہوتے چلے گئے۔ کربلا میں یقیناً ظلم ہوا۔ اس ظلم میں ملوث سازشی ناقابل معافی ہیں۔